دیا ہے۔ یہاں اسلامی احیائی تحریکوں کا تذکرہ بھی آ جاتا تو بہتر تھا۔ مصنف نے کتاب کو ایک عمدہ اور سلیس انداز بیان، استدلال اور مغربی افکار ہی سے استنباط کے ذریعے ایک قابل قدر علمی تحریر بنا دیا ہے۔ اقبال ایس حسین نے نہ صرف انگریزی دان طبقے بلکہ غیر مسلم دانش وروں کے لیے بھی ممکنہ مکالمے اور اسلام کے بارے میں غور و فکر کا راستہ کھولنے کی جاندار کوشش کی ہے۔ ہمیں ان کی اس رائے سے کامل اتفاق ہے کہ مغرب نے، جس کو سمجھنے کی کوشش نہیں کی، وہ مذہب اسلام ہے، حالانکہ دورِ حاضر میں عالمِ انسانیت کے لیے اسلام کی معنویت مسلم ہے۔

علما، محققین، دانش وروں، قانون کے طلبہ اور سیاسیات و ابلاغ سے وابستہ افراد، نیز تہذیب کے موضوع پر کام کرنے والے طلبہ کے لیے یہ ایک نادر تحفہ ہے۔ معیار طباعت بہت عمدہ ہے۔ (محمد ایوب منیر)

پل صراط، اللہ بخش کلیار۔ مطبع: نیو فائن پرنٹنگ پریس ۷۶ لٹن روڈ، لاہور۔ صفحات: ۳۵۰۔ قیمت: درج نہیں ہے۔

مصنف کا تعلق پنجاب کے ایک (سرکاری طور پر) پس ماندہ ضلع، جھنگ کے ایک دور افتادہ گاؤں "کلیاروالا" سے ہے۔ وہ سول سروس میں ایک اچھے، اونچے منصب پر فائز ہیں اور جیسا اس کتاب سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ ایک دردمند، دیانت دار اور باضمیر انسان ہیں۔ (حالانکہ افسر شاہی میں داخل ہونے اور بااختیار منصب پر فائز ہونے کے بعد بسا اوقات ضمیر کو موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا ہے۔) احساس و ضمیر نے ان کے اندر خدمت خلق کے جذبے کو تحریک دی اور انھوں نے اپنے پس ماندہ گاؤں سے قریبی قصبے تک، ایک سڑک اور نہر پر ایک پل کی تعمیر کے لیے دوڑ دھوپ شروع کی۔ یہ ان کی زندگی کا اہم ترین خواب تھا جو کئی برسوں پر پھیلی ہوئی طویل اور ان تھک تگ و دو اور مخالف و بے ایمان عناصر اور مزاحم و بدعنوان قوتوں سے کش مکش کے بعد بالآخر شرمندۂ تعبیر ہوا۔ سڑک بھی بنی، پل بھی بنا، علاقے کو تعلیم، رسل و رسائل اور علاج معالجے کی بہتر سہولتیں میسر آئیں۔ "ہمارا علاقہ جو متحرک زندگی سے بالکل الگ تھلگ اور کٹا ہوا تھا، قومی زندگی کے دھارے میں شامل ہو گیا۔ میری نہایت معمولی زندگی کا یہ ایک نہایت معمولی واقعہ ہے۔ پل صراط سے گنہگار کا رینگ رینگ کر گزر جانے کا سا"۔ مصنف کے نزدیک یہ ایک طرح کا "روحانی سفر" تھا جسے انھوں نے وطن عزیز کی سیاسی، معاشی اور اقتصادی صورت حال کے تناظر میں بیان کیا ہے۔ چنانچہ یہ کتاب ایک طرح سے ہمارے معاشرے کی پچاس برس کی تاریخ ہے اور ہماری زندگی کے سیاسی، اقتصادی اور مذہبی مسائل اور ان کے نتیجے میں پیش آمدہ المیوں کا تجزیہ بھی۔

مصنف کے ہاں مظلوم طبقوں، بطور خاص دیہی عوام کی ذلتوں، خواریوں، محرومیوں اور مایوسیوں کا

احساس اور شکوہ نہایت شدید ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ بڑے شہر روزگار، علم و دانش اور تعلیم کے مراکز ہیں، اور وہاں سہولتوں اور مواقع کا ارتکاز ہے مگر دیہی آبادی ان مراکز سے دور ہمہ نوع محرومیوں کی دلدل میں ڈوبی اور جہل مرکب کی پستیوں میں گری ہوئی ہے۔ مقامی حکومت، اسمبلیوں اور پارلیمنٹ یا بالاتر ایوانوں میں ان کی خاطر خواہ اور حقیقی نمایندگی نہیں ہوتی۔ ایک فی صد مترف طبقہ اپنی دولت کے بل بوتے پر ۹۹ فی صد "غلام" لوگوں کی گردنوں پر مسلط ہے، جس سے انسان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نجات دلائی تھی۔ انھوں نے شہری زندگی کے سلگتے ہوئے مسائل اور بدعنوانی کے گوناگوں طور طریقوں کا بھی ذکر کیا ہے۔ یہ تجزیہ بالکل درست ہے کہ: "پاکستان میں زیادہ تر سیاسی خاندان، معاشی قوتوں یا مذہبی سلسلوں پر پروان چڑھتے ہیں۔ بعد میں وہ نوکرشاہی کو شریک کار اور رشتے دار بنا لیتے ہیں" اور یہ کہ "پاکستان، مراعات یافتہ اور کرپٹ افراد کے لیے جنت بنا دیا گیا ہے جب کہ عام آدمی کے لیے دوزخ"۔

جاگیرداروں اور وڈیروں کی چیرہ دستیوں، حکمرانوں اور سیاست دانوں کی بدعنوانیوں اور نوکر شاہی کی لوٹ مار کے بارے میں گذشتہ ۴۰، ۴۵ برسوں میں متعدد کتابیں چھپی ہیں۔ کلیار صاحب کی زیرنظر کتاب قدرے مختلف انداز کی ہے۔ ان کے ہاں واقعات اور اعداد و شمار کے بجائے تاثر اور تجزیے کا پہلو غالب ہے۔ مصنف کی دردمندی اور سوز دل نے، اس کے بیس سالہ ملازمتی اور مشاہداتی تجربے کو ایک ایسی تحریر کا روپ دیا ہے جو "دکھے ہوئے دلوں کی، فریاد یہ صدا ہے" بن گئی ہے۔ مگر مصنف کے اس "دہقانانہ احتجاج" میں خیالات و تاثرات کی تکرار بعض اوقات کھٹکتی ہے۔

کلیار صاحب کے متلاطم خیالات اور دراز گفتاری نے اس "سڑک بیتی" میں جگ بیتی اور پاکستان بیتی کے ساتھ ساتھ آپ بیتی کا عنصر بھی شامل کر دیا ہے۔ کچھ اپنا اور اپنے خاندان کا ذکر ہے، پھر واجب الاحترام اساتذہ کا، پھر بعض نہایت دیانت دار، معاملہ فہم اور مثالی دوستوں اور افسروں کی خوبیوں کا، بیرون ملک کے بعض سفر (سفرِ عمرہ) پھر حسب حال قرآنی آیات و احکام، اقبال کے اشعار، اردو، پنجابی اور انگریزی شاعری--- اور جو کمی رہ گئی، اسے رنگین تصاویر اور بعض مراسلوں، اخباری تراشوں کے عکوس نے پورا کر دیا ہے۔ مزید برآں سیف اللہ خالد کی دو طویل نظمیں جو موضوعات کتاب کا بڑی خوبصورتی سے احاطہ و عکاسی کرتی ہیں۔

کلیار صاحب نے مقامی خود کفالت اور معاشی ترقی و خوش حالی پر زور دیا ہے، بلاشبہ یہ ضروری ہے مگر اصلاح احوال کے لیے دین کے حقیقی شعور، روایات کی قدر و قیمت، حق و ناحق کی تمیز اور ضمیر کی بیداری و زندگی بہ الفاظ دیگر ایمان و ایقان کی ایک مستحکم کیفیت کے بغیر، یہ پلازے، پیلو کیب، موٹر وے حتیٰ کہ "ٹائیگر" بن جانے سے بھی زندگی میں کوئی پائدار اور بنیادی تبدیلی نہیں آسکتی۔ اسے آپ اصلاح قلب